چینی سیاح

تحریر: تابش صدیقی

تصاویر: ظہور الاخلاق

Ozair Ahmed Baloch
Haji Dad Muhammad Village,
Malir Karachi.
03218721065

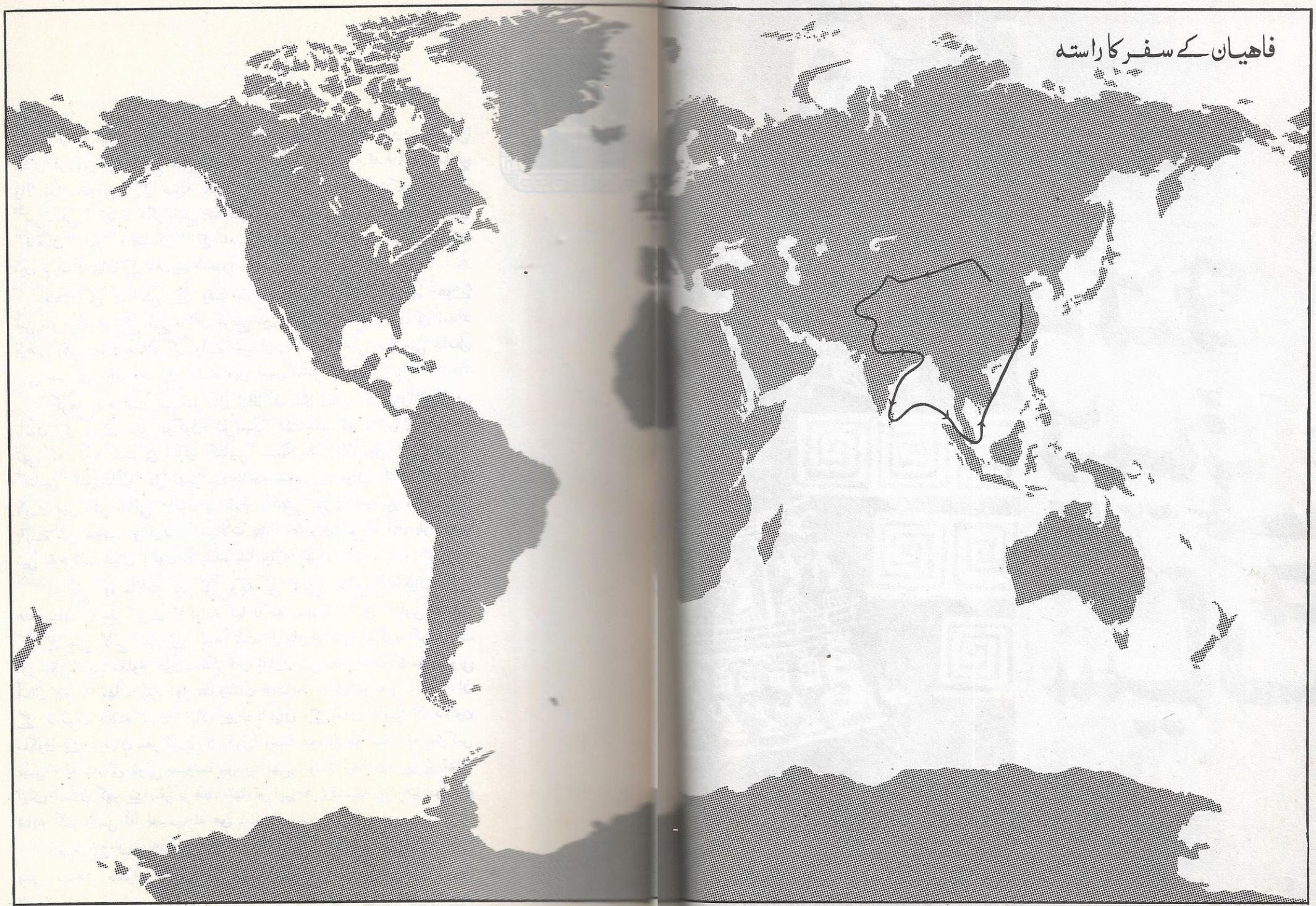
فاهیان کے سفر کا راستہ

فاھیان ایک چینی سیّاح کا مذھبی نام ھے ۔ اس سیّاح نے پانچویں صدی عیسوی کے شروع میں ھندوستان کا سفر کیا ۔ یہ بُدھ مَت کا ماننے والا تھا ۔ یہ چین کے صوبہ شانسی میں پیدا ھوا ۔ اس کا اصلی نام "سی ۔ ھی" تھا ۔ مگر اپنے مذھب سے لگاؤ کی وجہ سے چین میں "فاھیان" اور "فاھیانگ" کے نام سے مشہور ھوا ۔ پاکستان اور بھارت میں صرف فاھیان کے نام سے مشہور ھے ۔

فاھیان کی پیدائش کے وقت چین میں بُدھ مَت کو آئے ھوئے تین سو سال ھوچکے تھے ۔ اس عرصے میں اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رھی اور فاھیان کے زمانے میں اسے ایسی شاھی سرپرستی حاصل تھی جس کی مثال بعد کے زمانے میں نہیں ملتی ۔

اگرچہ بُدھ مَت تین سو سال پُرانا ھو چکا تھا ، مگر اس کی کئی باتوں کے بارے میں لوگوں کو بہت کم علم تھا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بُدھ مَت کی ساری کتابیں سنسکرت زبان میں تھیں اور یہ کتابیں ھندوستان میں تھیں ۔ چنانچہ چین کے لوگ بُدھ مَت کے بارے میں سنی سنائی باتوں پر یقین رکھتے تھے ۔ اس سے مذھب کے بارے میں عجیب و غریب خیالات پیدا ھو رھے تھے ۔ اس طرح چین میں بدھ مَت خیالی باتوں کا پلندہ بنتا جارھا تھا ۔

یہ تھے وہ حالات جن کی وجہ سے چینی سیّاح "فاھیان" نے ھندوستان کا سفر کرنے کا ارادہ کیا تاکہ سنسکرت کی کتابیں اکٹھی کر کے چین لائے جن سے بُدھ مَت کے بارے میں لوگوں کو درست اور سچّی باتیں معلوم ھوں ۔ مگر اس زمانے میں ھندوستان کا سفر کوئی آسان کام نہ تھا ۔ چین اور ھندوستان ھمسایہ ملک تو ھیں ، لیکن ان کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ ھے ۔ فاھیان کے زمانے میں ان دونوں ملکوں کے درمیان سفر کرنے کا کوئی وسیلہ موجود نہ تھا ۔ نہ سڑکیں تھیں ، نہ سفر کی کوئی سہولت موجود تھی ۔ راستہ خطروں سے پُر تھا ۔ ایک انسان گھر سے سفر پر نکلتا تھا تو اسے ھر وقت یہ ڈر رھتا تھا کہ شاید گھر واپس آنا نصیب نہ ھو ۔

فاھیان کے سفر میں بھی یہ سب رکاوٹیں موجود تھیں ۔ سب سے پہلی مشکل صحرائے گوبی تھا ، جسے طے کئے بغیر ھندوستان پہنچنا ناممکن تھا ۔ یہ صحرا جنوبی مانچوریا سے سنکیانگ تک پھیلا ھوا ھے ۔

اس کا رقبہ چار لاکھ اسّی ھزار مربع کلو میٹر ھے اور پاکستان کے رقبے کے برابر ھے ۔ یہ لق و دق صحرا ھے ۔ فاھیان کے زمانے میں اس سے بھی زیادہ ویران تھا ۔ اب تو خیر اس میں خاصی تبدیلی آچکی ھے اور چین اور پاکستان کے درمیان ایک عظیم شاھراہ بھی تیار ھوچکی ھے جس کی وجہ سے پاکستان اور چین کے درمیان سفر کرنا آسان ھوگیا ھے ۔ اب اس صحرا میں کئی نئے شہر بھی آباد ھوگئے ھیں ۔ مگر فاھیان کے زمانے میں سینکڑوں کلو میٹر کے بعد کہیں کوئی آبادی ملتی تھی ورنہ ھر طرف ریت ھی ریت تھی یا کہیں کہیں چٹانوں کے سلسلے تھے ۔ قطبِ شمالی کی سرد اور خشک ھوائیں چلتی تھیں جن سے پانی بھی جم جاتا تھا ۔

فاھیان کا سفر نامہ اب بھی موجود ھے ۔ اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی ھوچکا ھے ۔ اس نے اپنے سفر نامے میں صحرائے گوبی کا ذکر کیا ھے اور لکھا ھے کہ "اس صحرا میں ھر قسم کی بُری روحیں پائی جاتی ھیں ۔ تیز ھوائیں چلتی ھیں ۔ ان ھواؤں کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں ۔ اکثر مسافر مر جاتے ھیں ۔ فضا میں کوئی پرندہ اُڑتا نظر نہیں آتا ۔ نہ زمین پر چرندے ھی دکھائی دیتے ھیں ۔ جہاں تک نظر جاتی ھے ویرانی ھی ویرانی ھے ۔ راستہ تلاش کرنا ممکن نہیں ۔ ھاں ھڈیاں ضرور ملتی ھیں جن سے پتا چلتا ھے کہ انسان اس راستے سے گزرے ھوں گے ۔"

فاھیان ۳۹۹ء میں سفر پر نکلا ۔ اس وقت چین پر شہنشاہ یو ۔ ھسنگ کی حکومت تھی ۔ فاھیان گھر سے نکلا اور مختلف شہروں سے ھوتا ھوا صحرائے گوبی میں داخل ھوگیا اور راستے کی مشکلیں اٹھاتا ھوا سینکڑوں کلو میٹر کا سفر طے کرنے کے بعد شہر ختن میں پہنچا ۔

اسے یہ شہر صحرا میں نخلستان کی طرح ملا ۔ یہ ' دریائے ختن ، کے کنارے آباد ھے جو پاس ھی کے ایک پہاڑ سے نکل کر ختن کو سیراب کرنے کے بعد کچھ اور آگے جا کر صحرا کی ریت میں جذب ھوجاتا ھے ۔ یہ شہر اس زمانے میں تجارت کی شاھراہ پر ایک بہت مشہور شہر تھا ۔ چین سے مغربی ملکوں کو جانے والے تجارتی قافلے یہاں رکتے تھے ۔ اور تازہ دَم ھوکر اپنی منزل کو روانہ ھوجاتے تھے ۔

فاھیان نے یہاں کچھ روز آرام کرنے کے بعد ضروری سامان

اکٹھا کیا اور آگے بڑھا تو پھر وہی صحرا تھا ۔ ختن کے بعد وہ دو اور مشہور شہروں یارقند اور کاشغر میں بھی ٹھہرا ۔ پھر آگے چل دیا ۔ آخر صحرا ختم ہوا ۔ لیکن صحرا کا سلسلہ ختم ہوتے ہی پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ۔ صحرا کے سفر کی طرح پہاڑوں کا سفر بھی مشکل تھا ۔ ہر طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے جن پر برف جمی ہوئی تھی ۔ صحرا کی طرح یہاں راستہ غائب تو نہ تھا مگر ایسا تھا کہ اس پر چلنا آسان نہ تھا ۔ صرف ایک پگڈنڈی تھی کہ بَل کھاتی ہوئی پہاڑوں پر چلی گئی تھی ۔ یہ اتنی تنگ تھی کہ اس پر دو تین آدمی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے ۔ یہ پامیر کے پہاڑوں کا سلسلہ تھا ۔ ہر قدم پر کوئی نہ کوئی مشکل پیش آتی تھی ۔ کہیں کوئی بہت اونچی چٹان راستے میں دیوار بن جاتی تھی تو کہیں برف راستہ روک لیتی تھی ۔

فاھیان ان حالات میں بھی آگے بڑھتا رھا ۔ پامیر کے پہاڑوں کے بعد اسے ھندوکُش کے پہاڑ سے گزرنا پڑا ۔ آخر تین سال کے لگاتار سفر کے بعد وہ اس علاقے میں داخل ھوا جسے آج کل پاکستان کہتے ھیں ۔

فاھیان نے اس علاقے کی خوب سیر کی ۔ آج کل کا صوبۂ سرحد اور سوات اشوک کے زمانے سے بُدھ مَت کا مرکز چلے آرھے تھے ۔ سوات کو اس زمانے میں رودیانہ کہتے تھے ۔ صوبۂ سرحد اور سوات وغیرہ اشوک کے بعد موریہ خاندان کے قبضے سے نکل کر کُشان خاندان کے ماتحت آ گئے تھے ۔ کُشان خاندان وسطی ایشیا سے آیا تھا ۔ صوبۂ سرحد اور سوات کے علاقے میں بُدھ مَت کے مندروں کی تعداد بہت زیادہ تھی ، کیونکہ بدھ مَت ھندوستان کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں یہاں زیادہ مقبول تھا ۔ اس کی مقبولیت کا پتا ان جھوٹی سچّی کہانیوں سے ملتا ھے جو مہاتما بُدھ کے بارے میں مشہور تھیں ۔

لوگوں کو یقین تھا کہ مہاتما بُدھ اس علاقے میں بھی آئے تھے ۔ چنانچہ مشہور تھا کہ ناگ راجا ایک عرصہ تک دریائے سوات میں ھر سال طغیانی بھیج دیتا تھا جس سے اس کے کنارے آباد گاؤں تباہ ھوجاتے تھے اور غریب لوگوں کو ھر سال نئے سرے سے اپنے مکان بنانے پڑتے تھے ۔ جب ان لوگوں کی مصیبت کا حال مہاتما بُدھ کو معلوم ھوا تو وہ سوات آئے اور انہوں نے دریائے سوات کے ناگ راجا

کو اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ ھرسال دریا میں طغیانی نہ بھیجا کرے ، بلکہ ھر بارہ سال کے بعد بھیجا کرے ۔ چنانچہ اس معاھدے کے بعد دریائے سوات میں ھر سال طغیانی آنے کا سلسلہ بند ھوگیا ۔

اسی طرح ایک اور کہانی بھی مشہور تھی ۔ اس کہانی کے مطابق مہاتما بُدھ نے پشکل وتی (موجودہ چارسدّہ) کو چیچک کی وبا سے بھی چھٹکارا دلایا جو یہاں ھر سال پھیل جاتی تھی اور اس سے سینکڑوں آدمی مرجاتے تھے ۔

تیسری کہانی میں یہ بتایا گیا تھا کہ ایک بار مہاتما بُدھ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں ایک شیرنی کے بچّے بھوک سے تڑپ رھے تھے ۔ بات یہ تھی کہ ان کی ماں ان کے لئے خوراک تلاش کرنے گئی تھی ، مگر تین چار روز گزرنے کے بعد بھی واپس نہ آئی ۔ شاید کسی شکاری نے اسے مار ڈالا تھا ۔ اس کے بچّوں کی بھوک سے جان نکلنے والی تھی کہ مہاتما بُدھ وھاں پہنچ گئے ۔ انہوں نے اپنا خُون شیرنی کے بچّوں کو پلا کر ان کی جان بچائی ۔ اس مقام پر بعد میں ایک اسٹوپا بنایا گیا ۔ بیان کیا جاتا ھے کہ راولپنڈی سے کچھ دور مانکیالہ میں جو اسٹوپا ،، توپ مانکیالہ ،، کے نام سے مشہور ھے اس واقعے کی یادگار کے طور پر بنایا گیا تھا ۔

یہ تھی مہاتما بُدھ کی کہانیوں کی وہ سرزمین جہاں فاھیان تین سال کے سفر کے بعد پہنچا ۔ اس علاقے کو اس زمانے میں گندھارا کا علاقہ کہا جاتا تھا ۔ اس میں موجودہ صوبۂ سرحد ، افغانستان اور پنجاب کا کچھ حصہ شامل تھا ۔ اس علاقے کی راج دھانی پشاور میں تھی اور اس علاقے کا مذھب بدھ تھا ۔ چنانچہ اس سرزمین کا ذرہ ذرہ فاھیان کے لئے متبرک تھا ۔ وہ پشاور کافی عرصہ ٹھہرا ۔ پشاور کو اس زمانے میں پرشا پور کہتے تھے ۔ یہاں فاھیان نے سات سو بودھ مندر اور خانقاھیں دیکھیں ۔ ان خانقاھوں میں بودھ بھکشو رھتے تھے ۔

وہ پشکل وتی بھی گیا ۔ پشکل وتی کو آج کل چارسدّہ کہتے ھیں ۔ یہاں فاھیان نے ایک ایسے مندر کی بھی زیارت کی جس کے کلس پر سونے کے پترے چڑھائے گئے تھے ۔

فاھیان پشکل وتی کے بعد مختلف شہروں سے ھوتا ھوا ٹیکسلا پُہنچا ۔ اس شہر کو اُس زمانے میں تکشلا کہتے تھے ۔ یہ ایک بہت بڑا شہر تھا ۔ اس کے مکان پتھر کاٹ کر بنائے گئے تھے ۔ یہاں ایک بڑی یونیورسٹی تھی

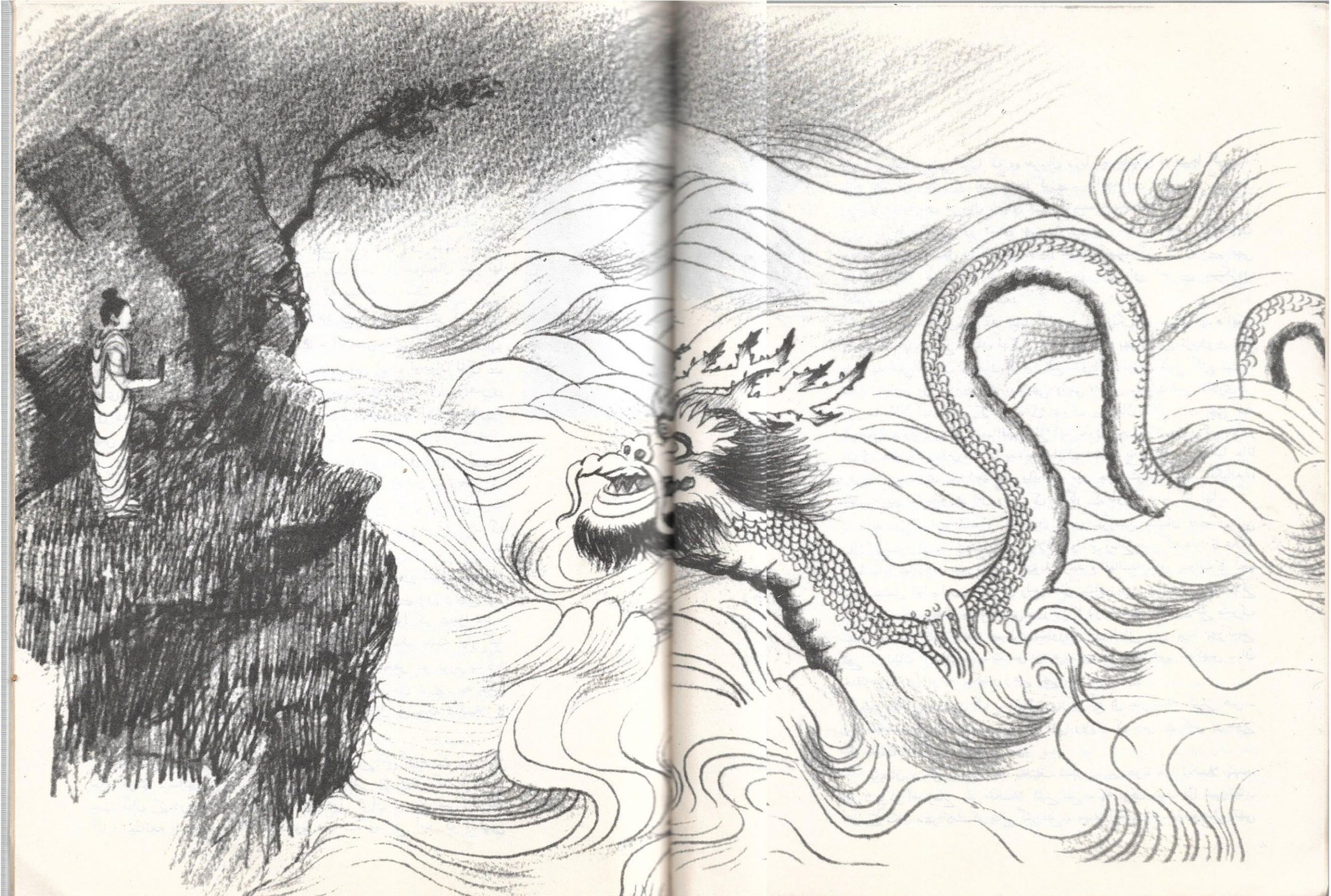

جس میں پاک و ہند کے پڑوسی ملکوں کے طالب علم آتے تھے ۔

یہ شہر چھٹی صدی قبل از مسیح میں آباد ہوا تھا ۔ فاہیان کے آنے تک یہ شہر کئی دَور دیکھ چکا تھا ۔ اس پر کئی قوموں نے حکومت کی ۔ کوئی تیس سال تک ٹیکسلا آزاد بھی رہا ۔ لیکن زیادہ عرصہ اس کی قسمت میں غلامی ہی رہی ۔ یہ شہر ایک ہزار سال تک پَھلتا پُھولتا رہا ۔ جب فاہیان یہاں آیا اُس وقت یہ بہت آباد اور خوشحال شہر تھا۔ بعد میں ہُن قوم کے ہاتھوں ایسا اُجڑا کہ پھر نہ بس سکا ۔

فاہیان یہاں دو سال رہا ۔ یہاں اس نے اشوک کے بیٹے کُنال کی کہانی بھی سنی جو بہت دلچسپ ہے ۔ آپ بھی سنئے :-

ہندوستان کے راجہ اشوک نے بڑھاپے میں ایک نوجوان لڑکی سے شادی کرلی ۔ اس وقت اشوک کا بیٹا کُنال نوجوان تھا ۔ کُنال کی خوبصورتی دور دور تک مشہور تھی ۔ کہا جاتا ہے اس کی آنکھیں بلا کی خوبصورت تھیں ۔

اشوک کی نئی رانی کو کُنال سے محبت ہو گئی اور وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی ۔ لیکن کُنال اسے اپنی ماں سمجھتا تھا ۔ وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا رہا ۔ آخر ایک دن موقع پاکر رانی نے کُنال پر اپنی محبت ظاہر کردی اور دل کی بات کہہ دی ۔ مگر کُنال نے اپنی سوتیلی ماں کی طرف کوئی توجہ نہ کی ۔

کُنال کی سوتیلی ماں نے اسے اپنی توہین سمجھا اور کُنال سے بدلہ لینے کی ٹھان لی ۔ چنانچہ پہلے تو اسے اپنی آنکھوں سے دور رکھنے کے لئے اشوک سے کہہ سن کر اسے ٹیکسلا کا گورنر بنوا کر بھجوا دیا ۔ پھر ایک دن اشوک کی مُہر چرائی اور ایک ایسا حکم نامہ تیار کیا جس میں کُنال کو گورنری سے ہٹا کر ایک اور شخص کو گورنر بنا دیا اور نئے گورنر کو حکم دیا کہ فوراً کُنال کی آنکھیں نکال دے ۔ یہ حکم نامہ جس آدمی کے ہاتھ بھیجا گیا تھا اسی کو کُنال کی جگہ ٹیکسلا کا گورنر مقرر کیا گیا تھا ۔

یہ حکم نامہ کُنال کے پاس پہنچا تو اس نے نئے گورنر کے لئے جگہ خالی کردی ۔ ساتھ ہی اپنے آپ کو سزا کے لئے بھی پیش کردیا ۔ مگر جب کُنال کے درباریوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کو دال میں کالا نظر آیا ۔ چنانچہ انہوں نے کُنال کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو آنکھیں

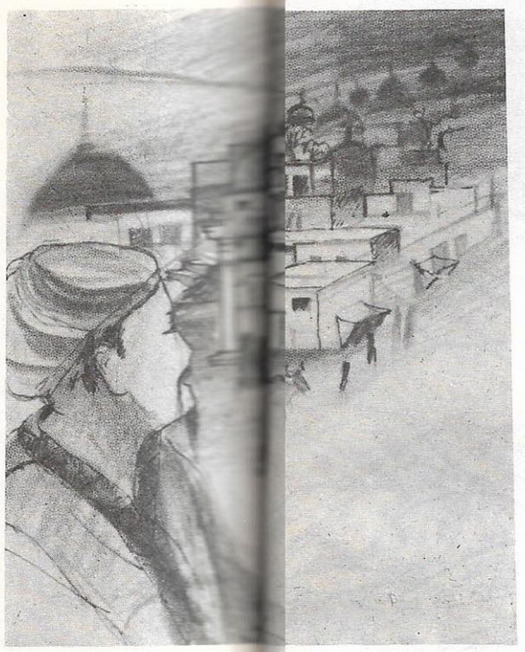

نکلوانے کے لئے پیش نہ کرے ۔ مگر کُنال نے ایک نیک بیٹے کی طرح باپ کی نافرمانی کرنے سے انکار کیا ۔

نئے گورنر نے کُنال کی آنکھیں نکال لیں ۔ اس کے بعد کُنال ٹیکسلا سے پاٹلی پتر روانہ ہوا جسے اب پٹنہ کہتے ہیں اور جو بھارت کے ایک صوبے بہار کا صدر مقام ہے ۔ کُنال ٹیکسلا سے پاٹلی پتر پیدل گیا ۔ وہ جب اشوک سے ملا تو اشوک اس کی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا ۔ جب سارا واقعہ معلوم ہوا تو اس نے رانی سے پوچھا کہ تو نے کُنال کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا ؟ رانی نے ساری بات صاف صاف کہہ دی ۔ اشوک کو رانی پر بہت غصہ آیا ۔ چنانچہ اس نے رانی کو مروا دیا ۔

پاٹلی پتر میں کچھ عرصہ رکنے کے بعد کُنال بہار ہی کے ایک اور شہر "گیا" میں بڑ کے اس درخت کی زیارت کے لئے گیا جس کے نیچے بیٹھ کر مہاتما بُدھ نے عبادت کی تھی ۔ وہاں ایک بھکشو کی دعا سے کُنال کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں ۔

فاہیان نے یہ کہانی اپنے سفرنامے میں لکھی ہے ۔ اس طرح یہ کہانی پُرانے پاکستان سے چین پُہنچی اور بُدھ مَت کی کہانیوں میں شامل ہو گئی ۔

سوات ، پشاور اور ٹیکسلا کے علاوہ فاہیان نے دوسری بے شمار جگہیں بھی دیکھیں ۔ وہ گاؤں گاؤں گھوما اور کئی متبرّک مقامات کی سیر کی ۔ پہاڑوں کے ان غاروں میں گیا جن کے متعلق مشہور تھا کہ یہاں مہاتما بُدھ یا بُدھ مَت کے کسی بڑے بھکشو نے عبادت کی تھی ۔

یہاں یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مہاتما بُدھ اس علاقے میں خود نہیں آئے تھے ۔ لیکن ان کے ماننے والے جو اس علاقے میں رہتے تھے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ مہاتما بُدھ اس علاقے میں اپنے دھرم کا پرچار کرنے آئے تھے ۔ چنانچہ وہ سب کہانیاں مشہور ہوئیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ۔

بُدھ مَت میں بھکشوؤں کی زندگی کا ساتھی ہمیشہ ایک پیالہ رہا ہے ۔ یہ سدا سے ان کی سب سے بڑی دولت ہے ۔ بھکشو اسے ہاتھ میں لئے گاؤں گاؤں، گلی گلی گھومتے ہیں ۔ اگر کوئی کھانے کے لئے کچھ دان دیتا ہے تو پیالے میں ڈلوا لیتے ہیں ۔ اسے بھیک کا پیالہ کہا جاتا ہے ۔

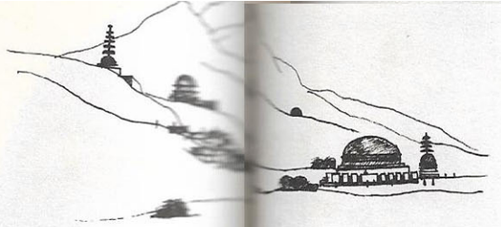

ایک کہانی کے مطابق مہاتما بُدھ نے چار پیالوں کو ملا کر ایک پیالہ بنادیا تھا ۔ فاھیان نے ایک خانقاہ میں یہ پیالہ دیکھا اور اس کی کرامت یہ بیان کی کہ اگر کوئی غریب انسان اس پیالے میں چند پھول ھی ڈال دے تو یہ پیالہ بھر جاتا ھے ۔ مگر کوئی امیر شخص اس میں چاھے کتنا ھی سامان ڈال دے یہ نہیں بھرتا ۔

بُدھ مَت میں بھیک کے پیالے کو کتنا ضروری خیال کیا جاتا ھے ، اس کا پتا اس واقعہ سے چلتا ھے جو مہاتما بُدھ ، ان کی بیوی اور بیٹے کے بارے میں ھے ۔

بیان کیا جاتا ھے مہاتما بُدھ اپنے دھرم کا پرچار کرتے کرتے کپل وستو پہنچ گئے ۔ ان کے باپ زندہ تھے ۔ وہ اپنے باپ سے ملے ۔ عزیز ، رشتہ دار اور دوست ان کے آنے کی خبر سُن کر ان سے ملنے آئے ۔ مگر ان کی بیوی ان سے ملنے نہ آئی ۔ چنانچہ وہ خود اس سے ملنے گئے ۔ بیوی نے اُن کے بیٹے کو بلوایا اور مہاتما بُدھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا " یہ تمہارے باپ ھیں ۔ ان سے اپنا حق مانگو۔"

بیٹے نے باپ سے اپنا حق مانگا ۔ مہاتما بُدھ خاموش رھے ۔ بیٹے نے پھر اپنا حق مانگا ۔ بُدھ اب بھی خاموش رھے ۔ بیٹے نے جب تیسری بار اپنا حق مانگا تو وہ اسے اپنے ساتھ لے کر اپنے ڈیرے پر آئے اور ایک بھکشو سے کہا " یہ میرا بیٹا ھے ۔ مجھ سے اپنا حق مانگتا ھے ۔ ایک پیالہ اس کے ھاتھ میں تھما دو۔" بھکشو نے فوراً مہاتما کے حکم پر عمل کیا ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ تم بھی اب ھم میں سے ھو ، ھماری طرح شہر شہر ، گاؤں گاؤں ، گلی گلی گھومو ، بُدھ مَت کا پرچار کرو اور بھیک مانگ کر اپنا پیٹ بھرو ۔

چار پیالوں سے بنے ہوئے ایک پیالے کی زیارت کے بعد فاھیان نے ھیرو نامی ایک مقام پر ایک مندر میں ایک ھڈّی کی زیارت کی جس پر سونا مَڑھا ھوا تھا ۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ مہاتما بُدھ کے سر کی ایک ھڈّی ھے ۔ ھڈّی پر چڑھے ھوئے سونے کے پترے پر سات مختلف قسم کے نقش تھے ۔ علاقے کے راجہ نے اس ھڈّی کی حفاظت کے لئے خاص بندوبست کر رکھا تھا ۔ اس غرض سے اُس نے اپنے علاقے کے آٹھ بڑے بڑے خاندانوں میں سے ایک ایک آدمی چُن کر ھر ایک کو ایک مُہر دے رکھی تھی ۔ شام کے وقت جب مندر

بند کیا جاتا تو اس کے دروازے پر تالا لگا کر اس پر آٹھوں مُہریں لگا دی جاتیں اور صبح کو مندر کا دروازہ کُھلنے کے وقت یہ آٹھوں آدمی آتے ، اپنی اپنی لگائی ھوئی مُہر دیکھتے کہ کسی نے توڑی تو نہیں پھر اندر جا کر ھڈّی دیکھتے کہ موجود اور سلامت ھے اور اس کی اطلاع راجہ کو پہنچاتے ۔

فاھیان نے مہاتما بُدھ کے ایک چغے کا بھی ذکر کیا ھے ۔ یہ چغہ ایک مندر میں رکھا ھوا تھا ۔ یہ مندر ایک ایسے شہر میں تھا جہاں فاھیان قدیم پاکستان میں داخل ھونے کے چار دن بعد پہنچا ۔ شہر کا نام اس نے نہیں لکھا ۔ چغے کے بارے میں لکھا ھے کہ اگر کبھی کافی عرصہ تک بارش نہیں ھوتی اور قحط کا خطرہ پیدا ھوجاتا ھے تو شہر کے سب لوگ اکٹھے ھوتے ھیں اور اس چغے کو باھر نکال کر ایک جگہ رکھ دیتے ھیں ۔ پھر چڑھاوے چڑھاتے ھیں اور دعائیں مانگتے ھیں ۔ تب موسلا دھار بارش ھونے لگتی ھے ۔ اس طرح قحط کا خطرہ ٹل جاتا ھے ۔

قدیم پاکستان میں متبرّک جگہوں کی زیارت کرنے اور بودھوں کی حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد فاھیان موجودہ پنجاب سے ھوتا ھوا وسطی ھندوستان پہنچا ۔ لیکن یہاں بُدھ مَت کے ماننے والوں کی حالت اتنی اچھی نہ تھی جتنی پاکستان کے علاقے میں تھی ۔

ھندوستان پر گپتا خاندان کی حکومت تھی ۔ یہ خاندان موریہ خاندان کے بعد حکمراں ھوا تھا ۔ اس وقت تک بُدھ مَت سات سو سال سے زیادہ پُرانا ھو چکا تھا ۔ برھمنوں نے اسے کبھی اچھا نہ سمجھا تھا ۔ اس لئے ھمیشہ اسے مٹانے کے درپے رھے ۔ موریہ خاندان کے زمانے میں چونکہ بُدھ مَت کو شاھی سرپرستی حاصل تھی ، وہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے ۔ مگر گپتا خاندان کے آنے سے برھمنوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے ۔ وہ پھر طاقت پکڑ رھے تھے ۔ اس طرح بودھوں کی چمک دمک ماند پڑ رھی تھی ۔

فاھیان وسطی ھند کے شہر پاٹلی پتر میں دو سال ٹھہرا ۔ اس نے یہاں سنسکرت کی کئی کتابوں کا چینی زبان میں ترجمہ کیا ۔ پھر بنگال کے اس علاقے میں گیا جو کچھ عرصہ پہلے مشرقی پاکستان تھا اور اب بنگلہ دیش ھے ۔

اس علاقے میں بُدھ مَت مہاتما بُدھ کی زندگی ھی میں پہنچ گیا تھا ۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ یہ علاقہ کپل وستو سے قریب تھا ۔ اور پھر اشوک نے بھی اس علاقے میں بُدھ مَت پھیلانے کے لئے کئی بھکشو بھیجے تھے ۔ چنانچہ یہاں بُدھ مَت نے جلدی جڑ پکڑلی تھی ۔ اس لئے فاھیان کے واسطے اس علاقے میں بھی کشش تھی ۔ یہاں وہ مدنا پور کے شہر " تمرلی پتی " میں ٹھہرا ۔ یہاں بھی اس نے سنسکرت کی کتابوں کے چینی زبان میں ترجمے کئے ، بُدھ مَت کی کتابیں پڑھیں اور مہاتما بُدھ کے مجسّموں کے خاکے تیار کئے ۔

فاھیان کے سفر نامے سے پتا چلتا ھے کہ بُدھ مَت اس علاقے میں بھی خوب پَھل پُھول رھا تھا ۔ چنانچہ اس نے صرف تمرلی پتی کی بتّیس بودھ خانقاھوں کا ذکر کیا ھے ۔

وہ بنگال کے بعد سری لنکا پہنچا ۔ یہ ایک جزیرہ ھے جس کی سرحد جنوبی ھندوستان کے ساحل سے پانچ چھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر شروع ھوتی ھے ۔ کسی زمانے میں سری لنکا اور ھندوستان کے جنوبی ساحل کے درمیان ایک پُل تھا جسے پُلِ آدم کہتے تھے ۔ اب اس کے کچھ نشان باقی ھیں ۔

اس جزیرے میں بھی اشوک نے بُدھ مَت پھیلانے کے لئے بھکشو بھیجے تھے جن کا سردار اس کا اپنا بھائی تھا ۔ اشوک نے اس کے ھاتھ " گیا " کے بڑ کے درخت کی ایک ٹہنی بھی بھیجی تھی تاکہ بودھوں کے مقدّس درخت کی قلم سری لنکا میں بھی لگائی جائے ۔

سری لنکا بھی بُدھ مَت کا مشہور مرکز تھا ۔ اس لئے فاھیان یہاں دو سال رھا ، بُدھ مَت کی کتابیں پڑھیں ، سنسکرت کی کتابوں کے ترجمے کئے اور مہاتما بُدھ کے مجسّموں کے خاکے تیار کئے ۔

مہاتما بُدھ کی زندگی کے بارے میں سری لنکا میں بھی کئی کہانیاں مشہور تھیں ۔ ایک کہانی یہ تھی کہ ایک بار مہاتما بُدھ سری لنکا آئے اور یہاں کے سب سے اونچے پہاڑ پر گیان دھیان میں بیٹھے رھے ۔ ایک دن انہوں نے ایک پتھر پر پاؤں رکھا تو پتھر پر پاؤں کا نشان پڑ گیا ۔ چنانچہ بُدھ مَت کے پیرو اس نشان کی زیارت کے لئے آج کل بھی سری لنکا جاتے ھیں ۔

اس نشان کو ھندو اپنے ایک دیوتا برھما کے قدم کا نشان مانتے ھیں

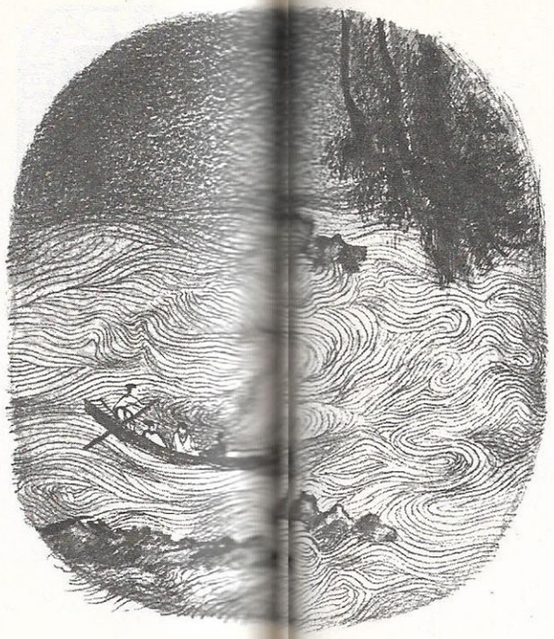

اور مسلمان اسے حضرت آدمؑ کے قدم کا نشان کہتے ھیں ۔ بہر حال یہ "قدم شریف" کے نام سے مشہور ھے ۔ کہا جاتا ھے کہ فاھیان نے بھی اس نشان کی زیارت کی تھی ۔

فاھیان گپتا خاندان کے دَورِ حکومت میں ھندوستان آیا تھا ۔ یہ دَور ھندو تاریخ کا سنہرا دَور خیال کیا جاتا ھے ۔ اپنے قیام کے زمانے میں فاھیان نے پاک و ھند کے چھوٹے بڑاعظم کے کونے کونے کی سیر کی ۔ ھندوستان میں گپتا عہدِ حکومت کو بہت قریب سے دیکھا اور پھر اس دَور کے بارے میں اپنے سفرنامے میں جو کچھ لکھا ، اس سے معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانے میں لوگ خوشحال تھے ۔ علم کا چرچا عام تھا ۔ شہروں میں آبادی بہت تھی اور بڑے بڑے شہر بھی تھوڑے نہ تھے ۔ لوگوں کو اپنے سرمائے کا حساب نہیں دینا پڑتا تھا ۔ جو لوگ شاھی زمین پر کاشت کرتے تھے وھی ٹیکس دیتے تھے ۔ شاھی زمینوں کے کاشت کار جب چاھتے ان زمینوں کو چھوڑ دیتے ۔ ملک میں موت کی سزا کا رواج نہ تھا مجرموں پر صرف جرمانہ کیا جاتا تھا ۔ بغاوت کرنے والوں کا دایاں ھاتھ کاٹ دیا جاتا تھا ۔ مویشیوں کی حفاظت کی جاتی تھی ۔ انہیں ھلاک کرنے کی اجازت نہ تھی ۔ سارے ملک میں کہیں بھی مویشی ھلاک نہیں کئے جاتے تھے ۔ لوگ پیاز اور لہسن نہیں کھاتے تھے ۔ صرف چنڈال ھی پیاز اور لہسن کھاتے تھے ۔ لوگ گھروں میں پرندے نہیں پالتے تھے اور مویشیوں کا بیوپار بھی نہیں کرتے تھے ۔ شہروں اور گاؤں میں قصائیوں کی دکانیں نہ تھیں ۔

فاھیان کی پیش کی ھوئی گپتا دَور کے ھندوستان کی اس تصویر سے یہ پتا چلتا ھے کہ لوگ خوشحال تھے ۔ مگر اس سے یہ پتا بھی چلتا ھے کہ ھندو مَت ماننے والوں کا بُدھ مَت کے بارے میں کیا برتاؤ تھا ۔ اس نے ایک واقعہ لکھا ھے جس سے پتا چلتا ھے کہ بدھوں اور ھندوؤں میں کھینچا تانی ھوجاتی تھی ۔ چنانچہ ایک بار پاٹلی پتر کے ھندوؤں اور بودھوں میں کسی بات پر کھچاؤ پیدا ھوگیا ۔ ھندوؤں نے بودھوں پر حملہ کرنے کی سازش کی ، لیکن بودھوں کو اس کا وقت پر پتا چل گیا اور انہوں نے اس کا مناسب بندوبست کر کے اپنے آپ کو بچا لیا ۔

یہ ایک واقعہ ھی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ھے کہ ھندو پندرہ سو سال پہلے بھی دوسرے مذھبوں کے بارے میں تنگ دل تھا ۔

فاھیان کا یہ سفر دو وجہ سے بہت اھم سمجھا جاتا ھے ۔ پہلی وجہ تو یہ ھے کہ اس سفر سے ھندوستان اور چین کے درمیان سیّاحوں کا آنا جانا شروع ھوا ۔ دوسری وجہ یہ کہ اس سفر کی بدولت بُدھ مَت کے بارے میں وہ مواد چین پہنچا جس سے وھاں اس مذھب کے بارے میں لوگوں کا علم زیادہ ھوا اور اس طرح وھاں بُدھ مَت کی قوّت بڑھی ۔

فاھیان سری لنکا میں دو سال ٹھہرنے کے بعد سمندر کے راستے وطن روانہ ھوا ۔ راستے میں ایک طوفان میں گھر کر اس کی کشتی تباہ ھوگئی ۔ یہ طوفان اسے سماٹرا لے گیا ۔ وہ سماٹرا سے پھر وطن کو روانہ ھوا اور آخر چودہ سال چین سے دُور رھنے کے بعد ۴۱۳ء میں اپنے وطن واپس پہنچ گیا ۔ وہ اپنے ساتھ بُدھ مَت کی سینکڑوں کتابیں اور بعض کتابوں کے ترجمے اور مہاتما بُدھ کی بے شمار یادگاریں لے کر وطن واپس گیا ۔

وطن میں اس نے اپنی باقی زندگی سنسکرت کی ان کتابوں کے ترجمے کرنے میں گزاردی جنہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا ۔ چینی قوم اپنے اس سیّاح بزرگ پر آج بھی فخر کرتی ھے ۔

ھیون سانگ

ھیون سانگ دنیا کے ایک بہت مشہور سیّاح کا نام ھے ۔ یہ چین کا رھنے والا تھا ۔ اس نے ساتویں صدی عیسوی میں پاک و ھند کی سیر کی ۔ یہاں کئی سال رھا ۔ تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں کو خوب گھوم پھر کر دیکھا ۔ اس نے اپنا سفرنامہ بھی لکھا ھے ۔ یہ سفرنامہ اس کے زمانے کے پاکستان ، ھندوستان اور جو دوسرے علاقے اس نے دیکھے ، اُن کے بارے میں نہایت اھم کتاب سمجھی جاتی ھے ۔

ھیون سانگ کو چین میں یوآن چانگ بھی کہتے ھیں ۔ وہ ۶۰۴ء میں چین کے صوبہ ھونان میں پیدا ھوا ۔ وہ چار بھائی تھے اور وہ سب سے چھوٹا تھا ۔ وہ ایک پڑھے لکھے خاندان سے تھا ۔ اس کے خاندان میں ھر طرف علم کا چرچا تھا ۔ مذھب اور علم سے محبت اس خاندان کی خوبی تھی ۔ چنانچہ ھیون سانگ کو بچپن میں ان لوگوں میں اُٹھنے بیٹھنے کا موقع ملا جو علم اور مذھب سے محبت کرتے تھے ۔ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح بچپن ھی میں تعلیم کی طرف پوری توجہ کی اور کچھ سُوجھ بُوجھ پیدا ھوئی تو کنفیوشس کے مذھب کا پیرو بن گیا ۔ مگر اس کا ایک بڑا بھائی بُدھ مَت کا پیرو تھا ۔ ھیون سانگ نے چند سال بعد اس بھائی کے اثر کی وجہ سے بُدھ مَت قبول کرلیا اور بُدھ مَت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے چین کے کئی شہروں کا سفر بھی کیا ۔

ھیون سانگ کی نوجوانی کا زمانہ تھا کہ چین کی بادشاھت میں تبدیلی ھوئی ۔ پُرانے شاھی خاندان کی جگہ ایک نیا خاندان حکمراں ھوا ۔ نئے خاندان کے آتے ھی ملک مین بدامنی پھیل گئی ۔ چنانچہ ھیون سانگ اپنے بڑے بھائی کے ساتھ گاؤں چھوڑ کر کسی ایسے علاقے کی طرف چلا گیا جہاں بدامنی نہ تھی ۔ یہ دونوں بھائی کئی شہروں کے بعد "شو ۔ چی ۔ یان" نام کے ایک شہر میں پہنچے اور یہاں کئی سال رھے ۔ اس شہر میں ھیون سانگ کو بُدھ مَت کے بارے میں کتابیں پڑھنے کا موقع ملا جس سے اس نے خوب فائدہ اُٹھایا اور مذھب کے بارے میں اپنا علم کافی حد تک بڑھایا ۔

بُدھ مَت ھندوستان میں پیدا ھوا تھا ۔ اس کے بانی ساکی منی گوتم بُدھ جو بعد میں مہاتما بُدھ کے نام سے مشہور ھوئے ، قدیم ھندوستان کی ایک ریاست کپل وستو کے راجہ کے بیٹے تھے ۔ ان کا مذھب ھندوستان کے جن ھمسایہ ملکوں میں پہنچا ان میں چین کا نام سب سے پہلے آتا ھے ۔ کہتے

هیون سانگ کے سفر کا راستہ

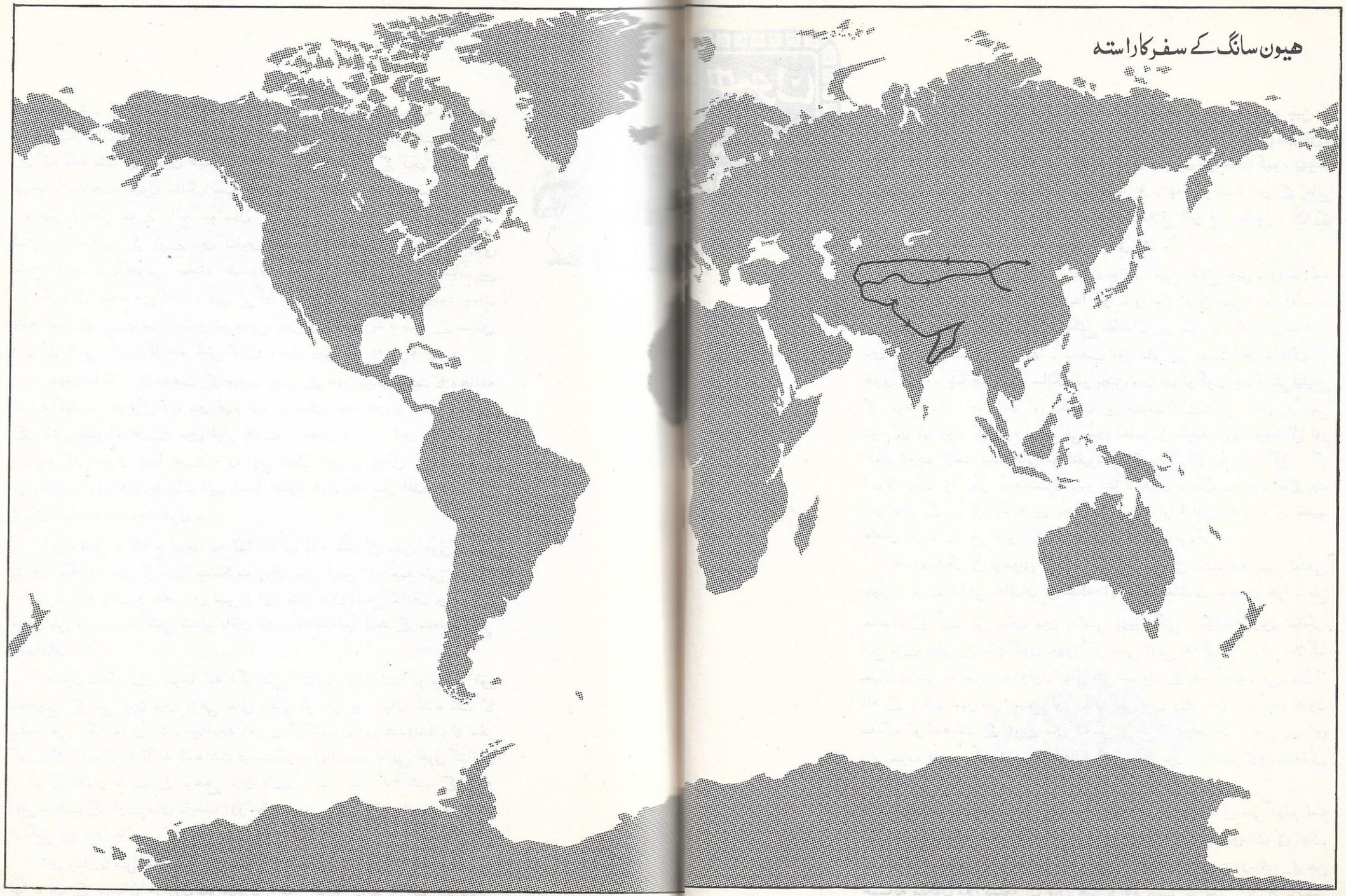

ھیں بُدھ مَت چین میں مہاتما بُدھ کی موت کے تھوڑے عرصہ بعد ھی پہنچ گیا تھا ۔ مگر اس کا تاریخی ثبوت نہیں ملتا ۔ زیادہ یقینی بات یہ ھے کہ بُدھ مَت چین میں عیسوی سمبت شروع ھونے کے کچھ عرصہ بعد پہنچا ۔ چنانچہ ھیون سانگ جس زمانے میں پیدا ھوا اس وقت بُدھ مَت کو چین پہنچے ھوئے پانچ سو سال کے لگ بھگ عرصہ گزر چکا تھا ۔ لیکن اس مذھب کے بارے میں کتابیں بہت کم ملتی تھیں ۔ مشہور چینی سیّاح فاھیان پانچویں صدی عیسوی میں پاکستان اور ھندوستان سے سنسکرت کی بہت سی کتابیں چین لے گیا تھا ۔ لیکن اس کے باوجود یہاں بُدھ مَت کے بارے میں کتابیں کم ملتی تھیں چنانچہ بُدھ مَت کے متعلق اس کے ماننے والوں کا علم سُنی سُنائی باتوں سے آگے نہ بڑھا تھا ۔

ھیون سانگ نے مذھب کے طالبِ علم کے طور پر بُدھ مَت کا مطالعہ شروع کیا تو اس کے دل میں قدم قدم پر شک پیدا ھوئے ۔ اس مذھب کے کئی پہلو اندھیرے میں لپٹے ھوئے دکھائی دیئے ۔ اس سے اس کے دل میں کئی سوال پیدا ھوئے ۔ وہ اپنے شک دُور کرنے کی کوشش کرتا تو مسائل اور اُلجھ جاتے ۔ اسے ایسا معلوم ھوتا کہ میں اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رھا ھوں ۔

اس مشکل کا علاج صرف یہ تھا کہ وہ بُدھ مَت کی مانی ھوئی کتابیں پڑھے ۔ مگر وہ سب کی سب سنسکرت زبان میں تھیں اور چین میں موجود نہ تھیں ۔ بلکہ پاک و ھند میں تھیں ۔ اور چین میں ایسی کتابیں چل نکلی تھیں جن میں صرف سُنی سُنائی باتیں تھیں یا مہاتما بُدھ کے متعلق قصّے کہانیاں ۔

ھیون سانگ نے سوچا کہ اگر یہی کتابیں بُدھ مَت کو جاننے اور سمجھنے کے لئے چین میں پڑھی جاتی رھیں تو اس سے یہاں بُدھ مَت کا حلیہ ھی بگڑ جائے گا ۔ چنانچہ اس نے پاکستان اور ھندوستان کا سفر کرنے کا ارادہ کرلیا تاکہ بُدھ مَت پر سنسکرت زبان میں لکھی ھوئی کتابیں یا ان کی نقلیں یا ان کے ترجمے چین لائے جن سے بُدھ مَت کے پیرو اپنے مذھب کے بارے میں درست اور سچّی باتیں جان سکیں اور اِدھر اُدھر بھٹکنے سے بچ جائیں ۔

اس زمانے میں چین سے پاکستان اور ھندوستان پہنچنا آسان کام نہ تھا ۔ ان کے درمیان ھزاروں کلو میٹر کا فاصلہ تھا ۔ ھیون سانگ سے پہلے

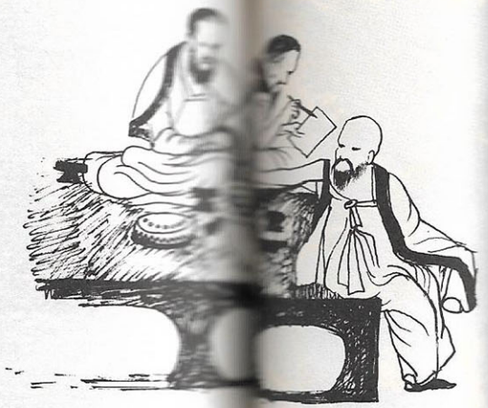

مشہور چینی سیّاح فاھیان بھی ان ملکوں کی سیر کر چکا تھا ۔ اس نے جن حالات میں سفر کیا تھا اور جن مشکلوں سے گزر کر منزل پر پہنچا تھا وہ ھیون سانگ کے زمانے میں بھی موجود تھیں ۔ فاھیان کے زمانے کا تجارتی راستہ اب بھی اسی طرح خطروں سے پٹا پڑا تھا اور اس پر سفر کرنا اب بھی جان جوکھوں کا کام تھا ۔ ھیون سانگ کو اس سفر کے طول طویل ھونے اور مشکلوں کا علم تھا ۔ مگر وہ ان سے ڈر کر بد دل نہ ھوا اور ایک دن بودھ بھکشوں کا زعفرانی لباس پہن کر وہ لان چاد سے اپنے سفر پر چل نکلا ۔

اس نے اپنے سفر کا آغاز دیوارِ چین کے مغربی کونے سے کیا ۔ اس کے سفر کے ساتھی اس کا گھوڑا اور مختصر سا سامان تھا جس میں اس کی بُدھ مَت سے محبت اور علم کی لگن بھی شامل تھی ۔ اس سرمائے کے علاوہ اس کی خوبصورتی ، آنکھوں کی چمک ، گفتگو کی مٹھاس ، دل میں کُھب جانے والا اندازِ بیان اور اس کی دل کَش شخصیت بھی اس سفر میں اس کے ھمراہ تھی ۔

لان چاد سے روانہ ھوکر وہ قدیم تجارتی شاھراہ پر چل دیا ۔ یہ شاھراہ نان شان کے پہاڑوں کو کاٹتی ، صحرائے گوبی کے جنوبی حصّے کو جاتی اور وھاں سے ختن ، یارقند اور کاشغر سے گزر کر پامیر اور پھر ھندوکُش پہاڑوں سے ھوتی ھوئی پاکستان میں داخل ھوجاتی تھی ۔ ھیون سانگ کو اس شاھراہ پر سفر کرنا تھا ۔

فاھیان اور ھیون سانگ کے درمیان کے زمانے میں صحرائے گوبی میں کچھ تبدیلی پیدا ھوئی تھی ۔ یہ تبدیلی صحرا کی خشک آب و ھوا میں نہیں ھوئی تھی اور نہ ریت کے میدان سبزہ زاروں میں بدلے تھے ۔ بلکہ تبدیلی صرف یہ ھوئی تھی کہ چین کے شہنشاھوں نے صحرائے گوبی میں جہاں جہاں نخلستان تھے وھاں حفاظتی بُرج بنادئیے تھے ۔ یہ برج غیر ملکیوں کے چین میں داخل ھونے پر کڑی نظر رکھنے کے کام بھی آتے تھے اور صحرا میں مسافروں کی راھنمائی کا کام بھی کرتے تھے ۔ مسافر جب ان بُرجوں کے پاس پہنچتے تو نخلستان میں سستاتے ، تازہ دَم ھوتے اور پھر دوسرے بُرج کی طرف چل دیتے ۔

ھیون سانگ کو اپنے طویل سفر میں جن مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا اُس کا پتا ھیون سانگ کی سوانح عمری سے ملتا ھے جو اُس کے شاگرد

اور مُرید "ہوئی لی" نے لکھی ہے ۔ وہ ہیون سانگ کے صحرائے گوبی کے سفر کے بارے میں لکھتا ہے :-

"دھرم کے قانون کا اُستاد (یہ ہے وہ لقب جس سے ہیون سانگ کو چین میں یاد کیا جاتا تھا) اکیلا دُور دُور تک پھیلے ہوئے ریگستانوں میں چلتا رہا ۔ ہڈّیاں اور گھوڑوں کی لید دو ایسی چیزیں تھیں جن سے راستے کا پتا چلتا تھا ۔ انہی دو نشانیوں کے سہارے وہ آگے بڑھتا رہا ۔ اچانک اس نے اپنے سامنے کچھ دُور ریت کے ٹیلوں پر سینکڑوں فوجی جوان دیکھے جو کبھی آگے بڑھتے اور کبھی بڑھتے بڑھتے رُک جاتے ۔ یہ لوگ سمور اور نمدے کے بنے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے ۔ اس کے بعد اُستاد نے اونٹ اور گھوڑے دیکھے ۔ ساتھ ہی اسے چمکتے ہوئے نیزوں پر سینکڑوں پھریرے لہراتے نظر آئے ۔ وہ ان کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اونٹ ، گھوڑے اور نیزوں پر لہراتے ہوئے پھریرے آنکھوں سے اوجھل ہوگئے ۔ اب اسے عجیب و غریب شکلیں نظر آنے لگیں جو کبھی آگے بڑھ آتی تھیں اور کبھی بہت دُور چلی جاتی تھیں اور پھر اچانک نظروں سے یوں چھپ جاتی تھیں گویا ہوا میں حل ہوگئی ہوں ۔

"ان شکلوں کو اُستاد نے پہلے تو ڈاکوؤں کا کوئی ٹولا سمجھا ۔ لیکن جب یہ شکلیں اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئیں تو وہ یہ جان گیا کہ یہ بھُوت پریت ہیں یا پھر اس کا اپنا وھم ہے جو کئی شکلیں اختیار کر کے اس کے دل میں وسوسے پیدا کر رہا ہے اور اسے امتحان میں ڈال رہا ہے ۔ لیکن وہ ان شکلوں سے نہ گھبرایا — بلکہ اس کا ارادہ اور پکّا ہوگیا ۔ وہ آگے بڑھتا رہا ۔ آخر اسے ایک برج دکھائی دیا ۔ وہ اُس کی طرف چلا ، بُرج کی موجودگی اس بات کا ثبوت تھی کہ یہاں نخلستان ہے اور نخلستان میں پانی کا چشمہ ضرور ہوگا ۔

"اُستاد چشمے پر پہنچ کر گھوڑے سے اُترا اور مشک میں پانی بھرنے کے لئے جُھکا ہی تھا کہ ایک تیر سنسناتا ہوا اس کے پاس سے گزر گیا ۔ اُستاد نے بُرج کی طرف دیکھتے ہوئے پکار کر کہا، "مجھے تیر کا نشانہ مت بناؤ ۔ میں ایک بھکشو ہوں اور ایک ضروری سفر پر جارہا ہوں"۔ تیر چلانے والے نے ہاتھ روک لیا اور اسے بُرج کی طرف آنے کو کہا ۔ اُستاد بُرج کے پاس پہنچا ۔ محافظ نے دروازہ کھولا ۔ اُستاد بُرج میں گیا اور محافظوں کو اپنا اتا پتا بتایا ۔ محافظوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ

تو اُستاد یو آن چانگ یعنی ہیون سانگ ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے ۔ ہیون سانگ جوانی ہی میں خاصی شہرت حاصل کر چکا تھا اور یہ محافظ بھی غائبانہ طور پر اسے جانتے تھے ۔ چنانچہ انہوں نے کئی دن تک اُستاد کو اپنا مہمان رکھا ۔ اس ریگستان میں جو دال دلیا ان کے پاس تھا اس سے اس کی تواضع کی ۔ پھر اسے دوسرے بُرج کے محافظوں کے نام تعارفی خط دے کر رخصت کیا ۔

دوسرے بُرج میں بھی اس کی بہت خاطر تواضع ہوئی ۔ وہاں سے روانہ ہوا تو کئی میل چلنے کے بعد اسے پیاس لگی اور پانی پینے کے لئے مشک کی نالی کو منہ لگایا ۔ لیکن مشک نیچے گر گئی اور سارا پانی ریت میں جذب ہوگیا ۔

پانی ضائع ہونے سے اس کی پیاس بڑھ گئی ۔ مگر کیا ہوسکتا تھا ؟ دوسرا بُرج میلوں پیچھے رہ گیا تھا اور دُور دُور تک پانی کا نشان نہ تھا اب وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں سے راستہ مشرق کو جاتا تھا ۔ اُستاد اُدھر مڑنے والا ہی تھا کہ اسے اپنا وعدہ یاد آیا جو اس نے سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے آپ سے کیا تھا ۔ وعدہ یہ تھا کہ میں کسی حالت میں بھی ہندوستان پہنچنے سے پہلے مشرق کا رخ نہ کروں گا ۔ اور مشرق کو لوٹنے کی بجائے جان دے دوں گا ۔"

مشرق سے اس کی مراد چین سے تھی کیونکہ یہ اس منزل سے مشرق کی طرف تھا جس کی سمت وہ جارہا تھا ۔ چنانچہ وہ مشرق کی طرف مڑنے کی بجائے سیدھا چلتا رہا اور لگاتار پانچ دن پانی کا گھونٹ پیئے بغیر چلتا رہا ۔ پیاس سے اس کا بُرا حال تھا ۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی تھیں حلق خشک تھا ۔ گھوڑے کے قدم بھی ڈگمگا رہے تھے ۔ اس حالت میں وہ گھوڑے سے اُترا اور ریت کے ایک ٹیلے پر لیٹ گیا ۔ اس کا گھوڑا اس کے پاس ہی بیٹھ گیا ۔

اب اُستاد کو ہر پَل اپنی موت کا انتظار تھا ۔ نہ جانے وہ کب تک اس حالت میں پڑا رہا ۔ اس نے خیال ہی خیال میں مہاتما بدھ سے مخاطب ہو کر کہا " یوآن چانگ اس سفر پر اس لئے نہیں نکلا کہ دولت اکٹھی کرے ۔ شہرت حاصل کرنا بھی اس کا مقصد نہیں ہے ۔ وہ صرف سچّائی کی تلاش میں نکلا ہے ۔ مجھے معلوم ہے آپ مشکلوں میں اپنے ماننے والوں کی مدد کرتے ہیں ۔ کیا آپ میری مدد نہ کریں گے ؟"

اُستاد اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اچانک ٹھنڈی ہوا چلنے لگی ۔ اس سے اس کے جسم میں تازگی کی لہر دوڑ گئی ۔ اس کی آنکھیں جن کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا ، روشن ہوگئیں ۔ ان میں بینائی لوٹ آئی ۔ اسے ریگستان پر چھائے ہوئے آسمان پر ستارے چمکتے ہوئے نظر آنے لگے۔ اُستاد کے ساتھی نے بھی نئی زندگی محسوس کی ۔ پھر اُستاد کو نیند آ گئی ۔

اُستاد نے خواب دیکھا کہ اونچے قد کا ایک انسان جس کا چہرہ چمک رہا ہے اس کے سامنے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے " تو اب تک سویا ہوا ہے ۔ اُٹھ جاگ اور اپنے سفر پر روانہ ہوجا۔"

یہ حکم سُن کر اُستاد نیند سے جاگا اور گھوڑے پر سوار ہوکر چل پڑا ۔ وہ کوئی چار میل گیا ہوگا کہ اس کا گھوڑا دوسری سمت چل دیا ۔ اُستاد نے اسے بہت روکا ۔ اس کی باگیں کھینچیں لیکن گھوڑا نہ رُکا ۔ آگے بڑھتا چلا گیا ۔ چند میل دُور جا کر اُستاد نے کیا دیکھا کہ ہری بھری گھاس کا ایک میدان سامنے پھیلا ہوا ہے ۔

اس چراگاہ کو دیکھ کر اُستاد گھوڑے سے اترا ۔ گھوڑے کو گھاس چرنے کے لئے چراگاہ میں چھوڑ دیا ۔ چراگاہ کے پاس ہی چشمہ نظر آیا ۔ وہاں جا کر پیٹ بھر کر پانی پیا اور چند دن آرام کر کے تازہ دم ہوا اور مَشک میں تازہ پانی بھر کر اور گھاس کا ایک گٹھا گھوڑے پر لاد کر پھر سفر پر روانہ ہوگیا ۔

اس صحرا میں ایک مقام پر چین کے شہنشاہ کا ڈیرا تھا ۔ وہ اِدھر دَورے پر آیا ہوا تھا ۔ ہیون سانگ سے اس کی ملاقات ہوئی تو وہ اس کی پرہیزگاری ، علم ، بُدھ مَت سے محبت اور اس کی شخصیت سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے ہیون سانگ سے درخواست کی کہ آپ ہندوستان نہ جائیں ، میرے پاس رہ جائیں اور اپنے نیک مشوروں سے میری رہنمائی کیا کریں ۔ لیکن ہیون سانگ نہ مانا اور دھمکی دی کہ اگر مجھے ہندوستان نہ جانے دیا گیا تو میں بھوکا رہ کر مر جاؤں گا ۔ یہ دھمکی کام کر گئی اور اسے سفر جاری رکھنے کی نہ صرف اجازت مل گئی بلکہ شہنشاہ نے اسے راستے میں آنے والے دوسرے علاقوں کے حکمرانوں کے نام تعارفی خط بھی دیئے ۔ ان علاقوں کے حکمرانوں نے ہیون سانگ کی ہر ممکن مدد کی ۔ اس طرح اس کا سفر کسی حد تک آسان ہوگیا ۔

چراگاہ سے نکلنے کے بعد اس نے دو دن لگاتار سفر جاری رکھا اور پھر شہر " آئی ۔ گو" پہنچا جو صحرا کے کنارے پر تھا ۔ یہاں پہنچ کر صحرا ختم ہوگیا ۔ یہاں اس نے چند دن آرام کرنے کے بعد اپنی منزل کی

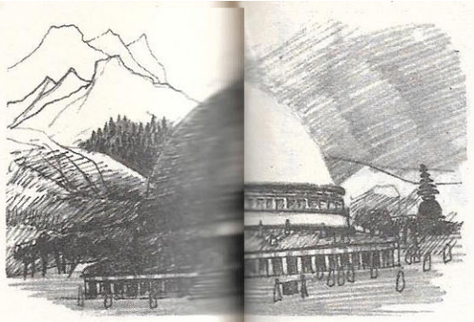

راہ لی ۔ اب اس کے سامنے پامیر کے پہاڑوں کا سلسلہ تھا ۔ اب اس کو ہزاروں فٹ اونچے پہاڑوں سے گزرنا تھا اور یہ کام آسان نہ تھا ۔ کہیں کہیں پہاڑوں کی چٹانیں دیوار کی طرح تھیں ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دیوار آسمان تک پہنچ گئی ہے ۔ ان چٹانوں پر بعض جگہ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں ۔ چٹان کی دوسری طرف ان سیڑھیوں کے ذریعے جاتے تھے یا پہاڑ کے گرد میلوں کا چکّر کاٹنا پڑتا تھا ۔ پھر ایسے مقامات بھی تھے جہاں صدیوں سے برف جمی ہوئی تھی ۔ اور جمی ہوئی برف پر سے گزرنا جان جوکھوں کا کام تھا ۔ چنانچہ ایسی جگہوں سے گزرتے وقت بہت احتیاط کی ضرورت تھی ۔ مگر ہیون سانگ ان سب حالات کا مقابلہ کرتا ، پامیر کے پہاڑوں کے بعد ہندوکُش کے پہاڑوں کو عبور کر کے کابل سے ہوتا ہوا ۶۳۳ء میں پشاور پہنچا جو اُن دنوں پرش پور کہلاتا تھا ۔

وہ پشاور میں کچھ دن ٹھہرا ۔ اس نے اس کے اِرد گِرد کے علاقے کی بھی سیر کی ۔ پُرانی برباد خانقاہیں دیکھیں جو بُدھ مَت کے سرپرست بادشاہوں نے سینکڑوں سال پہلے بنوائی تھیں اور اب ان میں سے بہت سی ویران ہوچکی تھیں ۔ مگر اب بھی پشاور کے اِرد گِرد کوئی ایک ہزار کے لگ بھگ خانقاہیں اور اسٹوپے موجود تھے ۔ اسی طرح سوات کے علاقے میں بھی جسے اس زمانہ میں بھی " رودیانہ " کہا جاتا تھا ، چودہ سو خانقاہیں اور اسٹوپے موجود تھے جن میں بھکشو رہتے تھے ۔

ٹیکسلا ایک ہزار سال تک ایک رستا بستا خوشحال شہر اور علم کا مرکز رہنے کے بعد اُجڑ چکا تھا ۔ مگر اس کی پُرانی شان و شوکت کا پتا اس کے برباد اسٹوپوں اور خانقاہوں سے چلتا تھا ۔ اس کی بربادی کے بعد اسے پھر بسانے کی کئی بار کوشش کی گئی ، لیکن اسے سفید ہُن قوم نے جلا کر ایسا برباد کیا تھا کہ پھر نہ بس سکا ۔

ہیون سانگ ٹیکسلا کے برباد گلی کوچوں ، خانقاہوں ، اسٹوپوں میں گھومتا پھرا ۔ اس نے بُدھ مَت کی کہانیوں کے اس شہر کا چپّہ چپّہ دیکھا ۔ اور اشوک کے بیٹے کنال کی آنکھوں کی یاد میں بنائے گئے اسٹوپا کی زیارت بھی کی اور اپنے سفر نامے میں اس اسٹوپے سے منسوب ایک کرامت کا بھی ذکر کیا ۔ اس نے لکھا ہے کہ اس اسٹوپے کے ساتھ ایک تالاب ہے جس کے متعلق کہتے ہیں کہ آنکھیں نکال لئے جانے کے بعد کُنال اس تالاب پر آیا تھا اور اپنی آنکھیں دھوئی تھیں ۔ چنانچہ وہ لوگ جنہیں آنکھوں کی کوئی بیماری لگ جائے اس تالاب پر آکر آنکھیں دھوتے ہیں اور ان میں کئی بیماری سے شفا پاتے ہیں ۔

ہیون سانگ نے لکھا ہے کہ کُنال کی آنکھوں کا نکالا جانا اس کے پچھلے جنم کے گناہوں کا بدلہ تھا ، کیونکہ اس نے پچھلے جنم میں پانچ سو ہرنوں کا شکار کیا تھا اور ان کی آنکھیں نکالی تھیں ۔

ہیون سانگ نے ایک عورت کے کوڑھ سے شفا پانے کا واقعہ بھی لکھا ہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک عورت کو کوڑھ ہو گیا ۔ اس نے بہت علاج کرایا لیکن آرام نہ آیا ۔ ایک دن وہ ایک اسٹوپے کے پاس سے گزری ۔ اندر جھانک کر دیکھا تو اندر گندگی کے ڈھیر دکھائی دیئے ۔ وہ اپنے گھر گئی اور ایک جھاڑو لے آئی۔اسٹوپے کی ساری گندگی نکال کر اسٹوپے سے دور پھینک آئی ۔ اب وہ کیا دیکھتی ہے کہ اس کا کوڑھ دُور ہو گیا ہے ۔

ہیون سانگ نے ٹیکسلا کے آس پاس کے علاقے خاص کر ہزارہ کے مناظِر فطرت کی خوبصورتی ، شادابی اور پھولوں کی بے حد تعریف کی ہے ۔

وہ اس علاقے کو جی بھر کے دیکھنے کے بعد پنجاب سے گزر کر وسطی ہندوستان پہنچا ۔ اُس وقت ہندوستان پر " ہرش وردھن " کی حکومت تھی ۔ یہ راجا بُدھ مَت کا پیرو تھا ۔ مگر شو کے پُجاری راجاؤں کی طرح تنگ دل نہ تھا ۔ چنانچہ شو کے ماننے والے ہندوؤں کے ساتھ بھی محبت اور فراخدلی سے پیش آتا تھا ۔

ہیون سانگ وسطی ہندوستان کے سفر کے دوران " نالندہ " کی یونیورسٹی میں ٹھہرا ۔ مگر اِدھر اُدھر کے ہر علاقے میں بھی گھُومتا پھرا ۔ اس نے راجستھان ، جنوبی ہند ، بنگال اور آسام کی بھی سیر کی جسے اس زمانے میں کام روپ یعنی محبت کے دیوتا کا رُوپ کہا جاتا تھا ۔ وہ ان سب علاقوں میں گیا جہاں جہاں بُدھ مَت کا اثر رسوخ تھا اور اپنی آنکھوں سے بُدھ مَت کے ماننے والوں کی حالت کا مشاہدہ کیا ۔

جن دنوں وہ بنگال میں بُدھ مَت کے اسٹوپوں کی تلاش میں گھُوم رہا تھا ، راجا ہرش وردھن بھی بنگال گیا ہوا تھا ۔ ہیون سانگ کے آنے کی خبر سُن کر وہ بہت خوش ہوا ۔ اس سے ملاقات کی اور بُدھ مَت کے بھکشوؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ بلایا جس کی صدارت ہیون سانگ سے کرائی ۔ ہیون سانگ نے نالندہ میں رہ کر سنسکرت زبان پوری طرح سیکھ لی تھی ۔ چنانچہ اسے مذہبی امور پر بات چیت کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی ۔

ہرش ہیون سانگ کو لے کر پریاگ گیا ۔ پریاگ آج کل کے الٰہ آباد

کا پُرانا نام ھے ۔ ان دنوں پریاگ میں کُمبھ کا میلہ لگا جو ھر پانچ سال کے بعد لگتا تھا اور اب بھی لگتا ھے ۔ ھیون سانگ نے اس میلے کا حال بھی لکھا ھے کہ یہاں تقریباً ایک لاکھ ھندو نہانے آتے ھیں ۔ ان کو راجا کے لنگر سے کھانا ملتا ھے اور راجا ھندو مَت اور بُدھ مَت کے ماننے والوں کے ساتھ ایک سا سلوک کرتا ھے ۔

ھیون سانگ نے اپنے سفر کے دوران ھندوستان کے لوگوں کی زندگی کے ھر پہلو کو بڑے غور سے دیکھا اور اسے اپنے سفر نامے میں درج کیا ۔ ھندوستان کی بعض باتوں کی بہت تعریف کی ۔ مگر جو بات اسے بُری معلوم ھوئی وہ بھی بیان کی ۔ اسے ھندوستان کے جوگیوں ، پنڈتوں وغیرہ کا لوگوں کے سامنے ننگا گھومنا ھرگز پسند نہ آیا ۔ ان کے میلے کچیلے اور پھٹے پُرانے لباس اور زخمی ھاتھ پاؤں بھی اسے ناپسند تھے ۔ ان باتوں کا ذکر بھی اس نے اپنے سفر نامے میں کیا ھے ۔

نالندہ میں وہ کئی برس رھا ۔ اس نے یہاں سنسکرت کی سینکڑوں کتابیں پڑھیں ۔ کئی کتابوں کا چینی زبان میں ترجمہ کیا اور جب اس نے محسوس کیا کہ اب ھندوستان میں اور رھنا فائدہ مند نہیں ھے تو واپس جانے کا ارادہ کرلیا ۔ مگر نالندہ کے بھکشوؤں ، پنڈتوں اور جوگیوں کو اس کے اس ارادہ کا علم ھوا تو انھوں نے اسے مشورہ دیا کہ " یہیں رہ جاؤ ۔ چین جا کر کیا کروگے ! وہ وحشیوں کا ملک ھے ۔ وھاں کے لوگ تنگ دل ھیں ۔ ان کو محبت کرنے والوں سے نفرت ھے ۔ اگر وہ اچھا ملک ھوتا تو مہاتما بُدھ وھاں کیوں پیدا نہ ھوئے ! اور پھر اتنی دُور سے چل کر تم ھندوستان آئے ھو ۔ یہاں چند برس سے آرام سے زندگی گزار رھے ھو ۔ اب چین جا کر کیا کروگے ؟ اپنے فیصلے پر پھر غور کرو ۔"

ھیون سانگ کو چین کے بارے میں ھندوستان کے جوگیوں ، پنڈتوں اور دوستوں کے یہ خیالات سُن کر غصّہ آیا مگر اس نے ضبط کیا اور نرمی سے جواب دیا ۔

" میرے ملک میں انصاف کرنے والوں کا احترام کیا جاتا ھے ۔ قانون کی عزت کی جاتی ھے ۔ ملک کا شہنشاہ نیک ھے ۔ رعایا فرماں بردار ھے ۔ ماں باپ اپنے بچّوں سے محبت کرتے ھیں ۔ بچّے ماں باپ کا کہا مانتے ھیں میرے ملک میں انسانیت اور انصاف کا بول بالا ھے ۔ وھاں بوڑھوں اور عقل مندوں کی عزّت کی جاتی ھے ۔ وھاں لوگوں کا علم فرشتوں جیسا ھے ۔ میرے ھم وطنوں نے ھر قسم کے آلات ایجاد کئے ھیں ۔ موسیقی میں کمالات دکھائے ھیں ۔ وحشی جانوروں کو رام کیا ھے ۔ جنوں بھوتوں کو اپنا خادم بنایا ھے ۔ ملک میں امن و امان کا دَور دَورہ ھے ۔ تم اس پر بھی کہتے ھو میں اپنے وطن نہ جاؤں ! "

ھیون سانگ نے اپنے جواب میں کہیں یہ نہیں کہا کہ ھندوستان میں یہ باتیں موجود نہیں ۔ لیکن اس کے اس جواب نے ھندوستان والوں کو یہ جتا دیا کہ تمہارے ملک میں یہ خوبیاں موجود نہیں ھیں ۔

اس کے بعد ھیون سانگ آخر ایک دن واپسی کے سفر پر روانہ ھوگیا ۔ مگر واپسی سے پہلے اس نے سری لنکا کا سفر کیا کیونکہ سری لنکا بھی بُدھ مَت کا بڑا مرکز تھا ۔ اس سفر میں اسے چند ھندو سمندری ڈاکوؤں نے جو کالی دیوی کے پُجاری تھے پکڑلیا ۔ چونکہ وہ بہت خوبصورت تھا ، ڈاکوؤں نے سوچا کہ اس خوبصورت انسان کو کالی دیوی کی بھینٹ چڑھائیں تو وہ بہت خوش ھوگی ۔ ھیون سانگ کو جب ان کے ارادے کا علم ھوا تو اس نے انہیں بہت سمجھایا کہ میں تو ایک پردیسی بھکشو ھوں ، مجھے دیوی کی بھینٹ چڑھا کر تمہیں کیا ملے گا ۔ مگر وہ نہ مانے ۔ جب ھیون سانگ نے دیکھا کہ یہ اپنے ارادے پر اڑے ھوئے ھیں تو اس نے ان سے چند لمحے عبادت کرنے کی اجازت مانگی ۔ ابھی وہ عبادت سے فارغ نہیں ھوا تھا کہ سمندر میں طوفان آگیا ۔ ڈاکوؤں کی کشتی ڈولنے لگی ۔ ایسا معلوم ھوتا تھا اب ڈوبی کہ اب ڈوبی ۔ اس سے ڈاکو پریشان ھوگئے اور انھوں نے ھیون سانگ کو کالی دیوی کی بھینٹ چڑھانے کا ارادہ چھوڑ دیا ۔ اب طوفان بھی تھم گیا ۔ سمندر میں سُکون آ گیا ۔ پھر ھیون سانگ لنکا پہنچ گیا ۔

سری لنکا میں کچھ عرصہ بُدھ مَت کی کتابیں پڑھنے کے بعد وہ پھر قدیم پاکستان آیا اور جس راستے سے پاکستان میں داخل ھوا تھا اسی راستے سے واپس جانے کے لئے روانہ ھوا ۔ واپسی کا سفر شروع کرنے سے کچھ عرصہ پہلے اس کے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا جس میں وہ موت کے منہ میں جانے سے بال بال بچا ۔ بات یہ ھوئی کہ وہ ایک مقام پر ایک کشتی میں دریائے سندھ عبور کر رھا تھا کہ کشتی اُلٹ گئی ۔ وہ خود اپنے سارے سامان کے ساتھ پانی میں گر گیا ۔ کشتی کے لوگوں نے اسے ڈوبنے سے بچایا اگرچہ اس کی کتابوں کا خاصا حصّہ پانی میں بہہ گیا پھر بھی بہت سی کتابیں بچ گئیں جو سینکڑوں کی تعداد میں تھیں ۔

آخر وہ کتابیں اور مہاتما بُدھ کی دوسری بے شمار یادگاریں لے کر ۶۴۳ء میں چین پہنچ گیا ۔ اس نے باقی عمر اپنی لائی ھوئی کتابوں کے ترجمے کرنے میں گزار دی ۔ وہ ۶۶۴ء میں فوت ھوا ۔

دو چینی سیّاح

چین سے پاکستان کے تعلقات کوئی آج کی بات نہیں ۔ یہ صدیوں میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ شاہراہِ ریشم جو اب دوبارہ کھولی گئی ہے، چین اور پاکستان کے درمیان آمد و رفت کا بہت بڑا ذریعہ تھی ۔ بُدھ مَت کے کئی اہم مقامات پاکستان کی سرزمین پر تھے ۔ چین سے اس مذہب کے پیرو دینی تعلیم حاصل کرنے اسی راستے سے یہاں آتے اور پھر سارے پاک و ہند کی سیاحت کرتے تھے ۔ چین سے تجارت بھی اسی راستے سے ہوتی تھی ۔ چین قدیم زمانے سے اپنے ریشم کے لئے مشہور ہے ۔ اس لئے اس کی زیادہ تر تجارت ریشم ہی کی تھی اور اس راستے کا نام " شاہراہِ ریشم " اسی لئے پڑ گیا تھا ۔ اس چھوٹی سی کتاب میں جناب تابش صدیقی نے پاکستان کے بچّوں کو چین کے دو بڑے سیّاحوں فاہیان اور ہیون سانگ کا حال سنایا ہے ۔ فاہیان چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں اور ہیون سانگ ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں یہاں آیا تھا ۔ ان کے سفر کے حالات سے اس وقت کے پاک و ہند کے سیاسی ، معاشرتی ، مذہبی اور تمدّنی احوال پر بہت روشنی پڑتی ہے ۔

جملہ حقوق محفوظ

پہلی اشاعت : ۱۹۷۵ء

قیمت : دو روپے

ناشر : نیشنل بک فاؤنڈیشن

کراچی ـــــ اسلام آباد ـــــ لاہور ـــــ پشاور ـــــ کوئٹہ

طابع : زین پیکیجنگ انڈسٹریز لمیٹڈ ۔ کراچی